منشی پریم چند
دو بیلوں کی کہانی

دو بیلوں کی کہانی

منشی پریم چند

بچوں کی دنیا
1018، سیکٹر 28
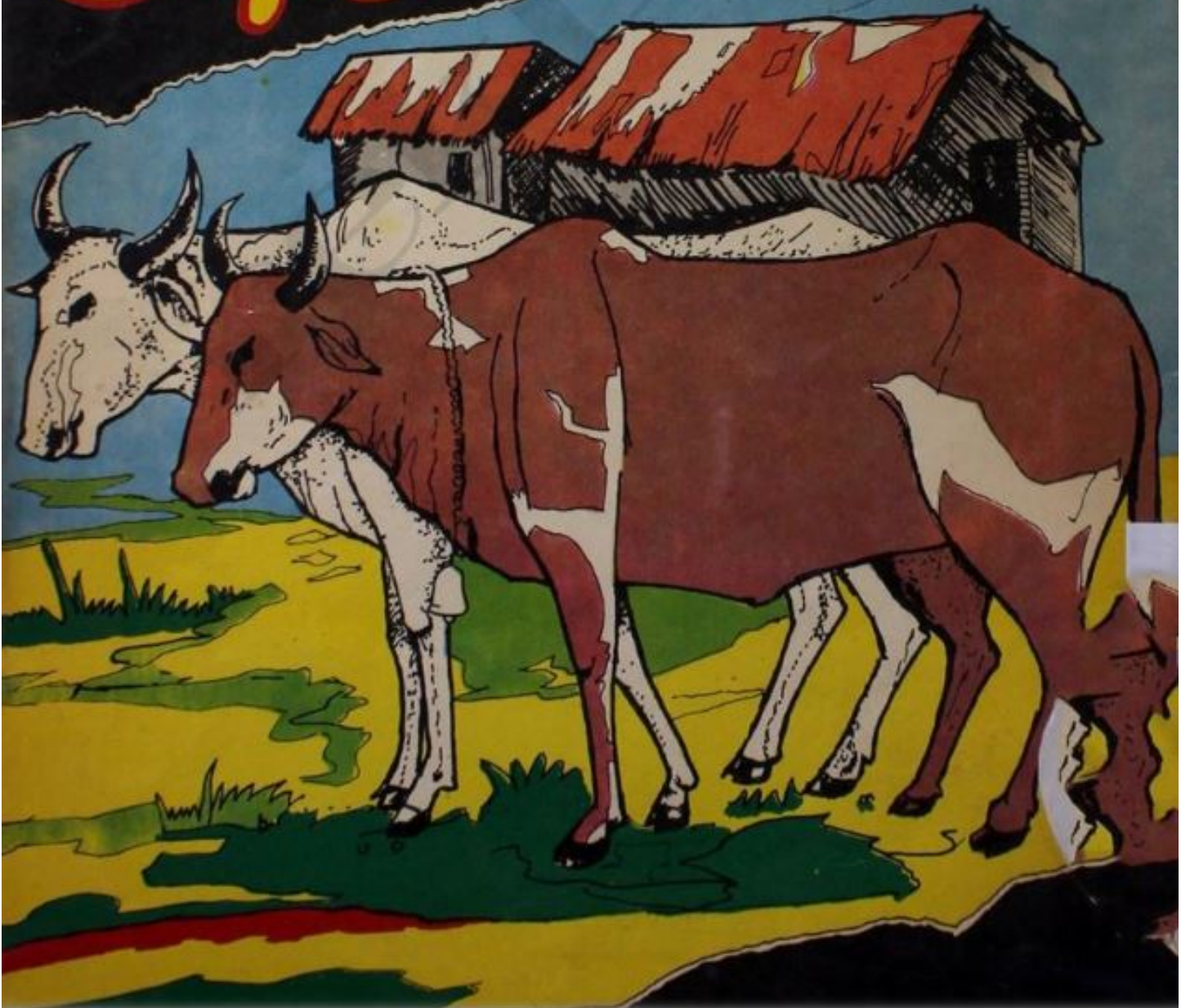
ISBN-81-88881-05-8

قیمت : ۳۰/۰۰ روپے
پہلا ایڈیشن ۲۰۰۳
طباعت : انیس آفسیٹ پرنٹرز، نئی دہلی ۲
ناشر : بچوں کی دنیا
۱۰۱۸۔سیکٹر ۲۸، فرید آباد ۱۲۱۰۰۸ (ہریانہ)

Delhi office
Bachon Ki Duniya
2nd Floor,922,Rooh Allah Street
Daryaganj, New Delhi-110025

دہلی آفس
بچوں کی دنیا
دوسری منزل، 922 روح اللہ اسٹریٹ، دریا گنج- نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
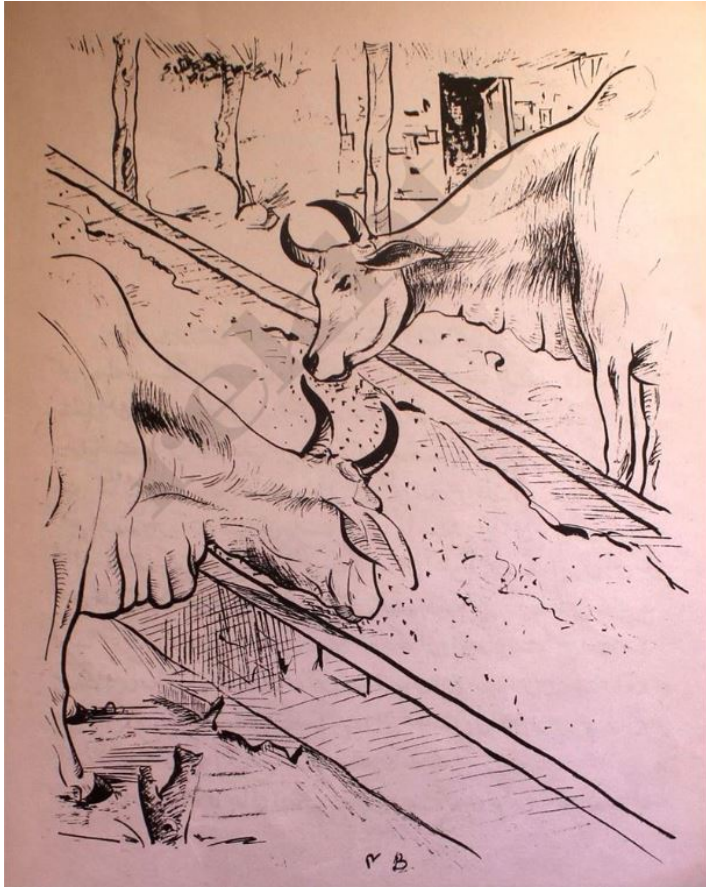
جانوروں میں گدھا سب سے بے وقوف سمجھا جاتا ہے ہم جب کسی شخص کو پرلے درجے کا احمق کہنا چاہتے ہیں تو اسے گدھا کہتے ہیں۔ گدھا بے وقوف ہے یا اس کی سادہ لوحی اور انتہا درجہ کی قوت برداشت نے اسے یہ خطاب دلوایا ہے۔ اس کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ مگر گاتے جانور ہے مگر سینگ مارتی ہے۔ کتا بھی غریب جانور ہے۔ لیکن کبھی کبھی اسے بھی غصہ آجاتا ہے مگر گدھے کو کبھی غصہ نہیں آتا۔ جتنا جی چاہے مار لو، چاہے جیسی سڑی ہوئی گھاس سامنے ڈال دو اس کے چہرے پر ناراضگی کے آثار کبھی نظر نہ آئیں گے۔ اپریل میں شاید کبھی کلیل کر لیتا ہو۔ پر ہم نے تو اسے کبھی خوش ہوتے نہیں دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایک مستحز مایوسی سی چھائی رہتی ہے سکھ دکھ نفع نقصان سے کبھی اسے شاد ہوتے نہیں دیکھا۔ رشی منیوں کی جس قدر خوبیاں ہیں سب اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں لیکن آدمی اسے بے وقوف کہتا ہے اعلیٰ خصلتوں کی ایسی توہین ہم نے اور کہیں نہیں دیکھی ممکن ہے اس دنیا میں سیدھے پن کے لیے جگہ نہ ہو۔

لیکن گدھے کا بھائی اور بھی ہے جو اس سے کچھ ہی کم گدھا ہے اور وہ بیل ہے۔

جن معنوں میں ہم گدھے کا لفظ استعمال کرتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بیل کو بے وقوفوں کا سردار کہنے کو تیار ہیں۔ مگر ہمارا خیال ایسا نہیں ہے بیل کبھی کبھی اڑیل بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور کبھی کبھی کئی طریقوں سے وہ اپنی پسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار بھی کر دیتا ہے۔ لہذا اس کا درجہ گدھے سے نیچا ہے۔

جھوری کاچھی کے پاس دو بیل تھے ایک کا نام ہیرا تھا۔ دوسرے کا موتی دونوں پچھائیں نسل کے تھے۔ دیکھنے میں خوبصورت کام چوکس۔ ڈیل ڈول میں اونچے بہت دنوں سے ایک ساتھ رہتے تھے۔ دونوں میں محبت سی ہو گئی تھی۔ دونوں آمنے سامنے یا ایک دوسرے کے پاس بیٹھے زبان خاموش میں ایک دوسرے سے بات چیت کیا کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے دل کی بات کیونکر سمجھ جاتے تھے یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ ضرور ان میں کوئی ناقابل فہم قوت تھی جس کے سمجھنے سے اشرف المخلوقات ہونے کا مدعی انسان محروم ہے دونوں ایک دوسرے کو چاٹ کر اور سونگھ کر اپنی محبت کا اظہار کرتے تھے کبھی کبھی دونوں سینگیں ملا لیا کرتے تھے۔ عناد سے نہیں محض زندہ دلی سے ہنسی مذاق سے جیسے یار دوستوں میں بھی کبھی ڈھول دھپا ہو جاتا ہے۔ اس کے بغیر دوستی کچھ پھیکی سی اور ہلکی سی رہتی ہے۔ جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا جس وقت یہ دونوں بیل ہل یا گاڑی میں جوتے جوتے اور گردنیں ہلا ہلا کر چلتے تو ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ زیادہ بوجھ میری ہی گردن پر رہے۔ کام کے بعد دوپہر یا شام کو کھلتے تو ایک دوسرے کو چوم چاٹ کر اپنی تکان اتار لیتے۔ ناند میں کھلی بھوسہ پڑ جانے کے بعد دونوں ایک ساتھ اٹھتے ایک ساتھ ناند میں منہ ڈالتے اور ایک ہی ساتھ بیٹھتے۔ ایک منہ ہٹا لیتا تو دوسرا بھی ہٹا لیتا۔
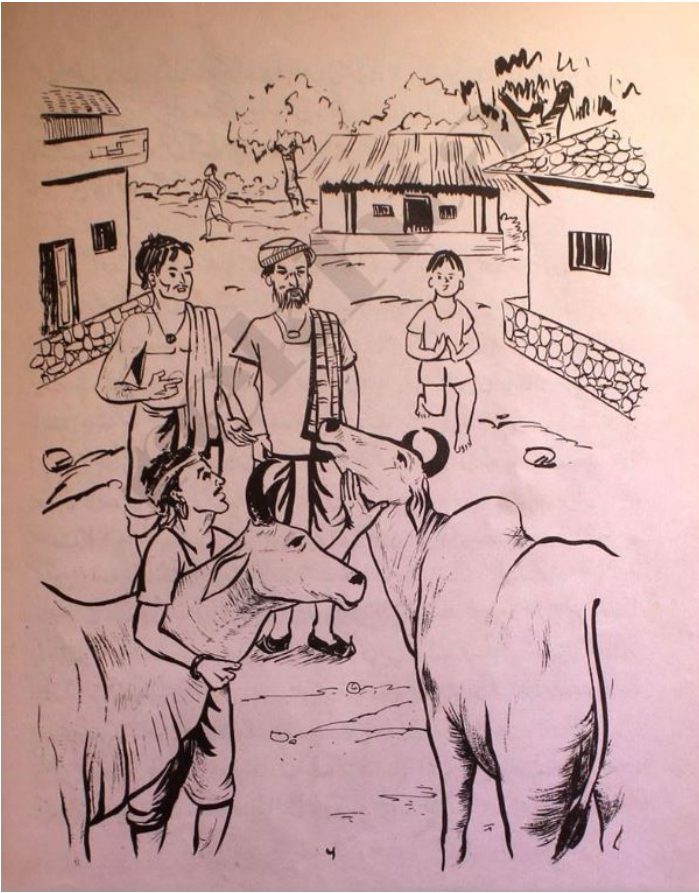
ایک بار جھوری نے دونوں بیل چند دنوں کے لیے اپنی سسرال بھیجے بیلوں کو کیا معلوم وہ کیوں بھیجے جاتے ہیں؟ سمجھے مالک نے ہمیں بیچ دیا کون جانے بیلوں کو اپنا بیچا جانا پسند آیا یا نہیں۔ لیکن جھوری کے سالے کو انھیں اپنے گاؤں تک لے جانے میں دانتوں میں پسینہ آگیا۔ پیچھے سے ہانکتا تو دونوں دائیں بائیں بھاگتے آگے سے پکڑ کر کھینچتا تو دونوں پیچھے کو زور لگاتے مارتا تو دونوں سینگ نیچے کر کے پھنکارتے۔ اگر ان بے زبانوں کی زبان ہوتی تو جھوری سے پوچھتے تم نے ہم غریبوں کو کیوں نکال دیا۔ ہم نے تمہاری خدمت کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ کہ اتنی محنت سے کام نہ چلتا تھا اور کام لیتے ہم کو انکار نہ تھا۔ ہمیں تمہاری خدمت میں مر جانا بھی قبول تھا۔ ہم نے کبھی دانے چارے کی شکایت نہیں کی۔ تم نے جو کچھ کھلایا سر جھکا کر کھایا۔ پھر تم نے ہمیں اس ظالم کے ہاتھ کیوں بیچ دیا۔

شام کے وقت دونوں بیل گیا کے گاؤں جا پہنچے۔ دن بھر کے بھوکے تھے۔ لیکن جب ناند میں لگائے گئے تو کسی نے بھی اس میں منہ نہ ڈالا۔ دونوں کا دل بھاری ہو رہا تھا جسے انھوں نے اپنا گھر سمجھا تھا وہ آج ان سے چھوٹ گیا یہ نیا گھر نیا گاؤں نئے آدمی۔۔۔۔ سب انھیں بیگانے سے لگتے تھے۔ دونوں نے چپ کی زبان میں کچھ باتیں کیں۔ ایک دوسرے کو کنکھیوں سے دیکھا اور لیٹ گئے۔ جب گاؤں میں سوتا پڑا تو دونوں نے زور مار کر پگھے تڑائے اور گھر کی طرف چلے۔ پگھے بہت مضبوط تھے کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ بیل انھیں توڑ سکیں گے پر ان دونوں میں اس وقت دگنی طاقت آگئی تھی۔ ایک جھٹکے میں رسیاں ٹوٹ گئیں۔

جھوری نے صبح اٹھ کر دیکھا دونوں بیل چرنی میں کھڑے تھے۔ دونوں کی گردنوں میں آدھا آدھا رسا لٹک رہا تھا۔ گھٹنوں تک پاؤں کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے اور دونوں کی آنکھوں میں محبت کی ناراضگی جھلک رہی تھی۔ جھوری ان کو دیکھ کر محبت سے باؤلا ہو گیا۔ اور دوڑ کر ان کے گلے سے لپٹ گیا۔

انسان اور حیوان کی محبت کا یہ منظر نہایت دل کش تھا۔

گھر اور گاؤں کے لڑکے جمع ہو گئے اور تالیاں بجا بجا کر ان کا خیر مقدم کرنے لگے۔ گاؤں کی تاریخ میں یہ واقعہ اپنی قسم کا پہلا نہ تھا مگر اہم ضرور تھا۔ بال سبھا نے فیصلہ کیا کہ دونوں بہادروں کو ایڈریس دیا جائے۔ کوئی اپنے گھر سے روٹیاں لایا۔ کوئی گڑ کوئی بھوسی۔

ایک لڑکے نے کہا "ایسے بیل کسی کے پاس نہ ہوں گے"۔

دوسرے نے تائید کی "اتنی دور سے دونوں اکیلے چلے آتے"۔

تیسرا بولا "یہ پچھلے جنم میں ضرور آدمی ہوں گے"۔

اس کی تردید کرنے کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ سب نے کہا "ہاں بھئی ضرور ہوں گے"۔

جھوری کی بیوی نے بیلوں کو دروازہ پر دیکھا تو جل اٹھی بولی۔

کیسے نمک حرام بیل ہیں۔ ایک دن بھی وہاں کام نہ کیا۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔

جھوری اپنے بیلوں پر یہ الزام برداشت نہ کر سکا بولا۔ "نمک حرام کیوں ہیں؟ چارہ دانہ نہ دیا ہوگا۔ تو کیا کرتے!"

عورت نے تنک کر کہا بس تمہیں بیلوں کو کھلانا جانتے ہو اور تو سبھی پانی پلا پلا کر رکھتے ہیں۔

جھوری چڑایا۔ "چارہ ملتا تو کیوں بھاگتے؟"

عورت چڑھی بولی "بھاگے اس لیے کہ وہ لوگ تم جیسے بدھوؤں کی طرح بیلوں کو سہلاتے نہیں کھلاتے ہیں۔ توڑ کر جوتتے بھی ہیں دونوں ٹھہرے کام چور بھاگ نکلے۔

اب دیکھتی ہوں کہاں سے کھلی اور چوکر ملتا ہے۔ خشک بھُوسے کے سوائے کچھ نہ دوں گی کھائیں چاہے مریں۔

وہی ہوا مزدور کو کڑی تاکید کر دی گئی کہ بیلوں کو صرف خشک بھُوسہ دیا جائے بیلوں نے ناند میں منہ ڈالا تو پھیکا پھیکا۔ نہ چکناہٹ نہ رس کیا کھائیں پر امید نگاہوں سے دروازہ کی طرف دیکھنے لگے۔

جھوری نے مزدور سے کہا "تھوڑی سی کھلی کیوں نہیں ڈال دیتا"۔

مزدور "مالکن مجھے مار ہی ڈالیں گی"۔

جھوری "ڈال دے تھوڑی سی"۔

مزدور "نہ دادا بعد میں تم بھی انہی کی سی کہو گے"۔

دوسرے دن جھوری کا سالا پھر آیا اور بیلوں کو لے کر چلا۔ اب کے اس نے دونوں کو گاڑی میں جوتا۔ دو چار مرتبہ موتی نے گاڑی کو کھائی میں گرانا چاہا مگر ہیرا نے سنبھال لیا۔ اس میں قوت برداشت زیادہ تھی۔

شام کے وقت گھر پہنچ کر گیا نے دونوں کو موٹی رسیوں سے باندھا اور کل کی شرارت کا مزہ چکھایا۔ پھر وہی خشک بھُوسہ ڈال دیا۔ اپنے بیلوں کو کھلی چونی سب کچھ دیا۔

ہیرا اور موتی اس برتاؤ کے عادی نہ تھے۔ جھوری انھیں پھول کی چھڑی سے بھی نہ مارتا تھا۔ اس کی آواز پر دونوں اڑنے لگتے تھے۔ یہاں مار پڑی اس پر خشک بھُوسہ ناند کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھاتی۔

دوسرے دن گیا نے بیلوں کو ہل میں جوتا۔ پر ان دونوں نے جیسے پاؤں نہ اٹھانے کی قسم کھالی تھی۔ وہ مارتے مارتے تھک گیا۔ مگر انھوں نے پاؤں نہ اٹھایا۔ ایک مرتبہ
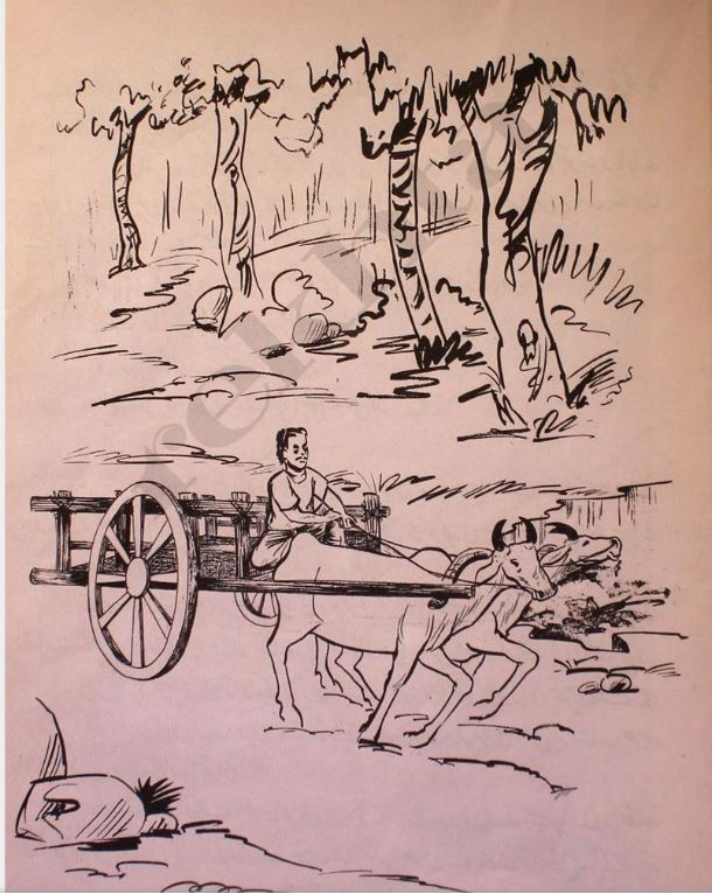
جب اس ظالم نے ہیرا کی ناک پر ڈنڈا جمایا تو موتی غصہ کے مارے آپے سے باہر ہو گیا۔ ہل لے کر بھاگا، ہل، رسی، جوا، جوت سب ٹوٹ کر برابر ہو گئے۔ گلے میں بڑی بڑی رسیاں نہ ہوتیں تو وہ دونوں بالکل گئے تھے۔

ہیرا نے زبان خاموش سے کہا "بھاگنا مشکل ہے۔"

موتی نے بھی نگاہوں سے جواب دیا۔ تمہاری تو اس نے جان ہی لے لی تھی اب کے بڑی مار پڑے گی۔"

ہیرا "پڑنے دو بیل کا جنم لیا ہے تو مار سے کہاں تک بچیں گے۔ گیا دو آدمیوں کے ساتھ دوڑا آرہا ہے۔ دونوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں ہیں۔

موتی: "کہو تو میں بھی دکھا دوں کچھ مزا؟"

ہیرا: "نہیں بھائی کھڑے ہو جاؤ۔"

موتی: "مجھے مارے گا تو میں ایک آدھ کو گرا دوں گا۔"

ہیرا: "یہ ہمارا دھرم نہیں ہے۔"

موتی دل میں اینٹھ کر رہ گیا۔ گیا آ پہنچا اور دونوں کو پکڑ کر لے چلا۔ خیریت ہوئی کہ اس وقت مار پیٹ نہ کی۔ نہیں تو موتی بھی تیار تھا۔ اس کے تیور دیکھ کر سہم گیا اور اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ اس وقت ٹل جانا ہی مصلحت ہے۔"

آج دونوں کے سامنے پھر وہی خشک بھوسہ لایا گیا۔ دونوں چپ چاپ کھڑے رہے۔ گھر کے لوگ کھانا کھانے لگے اسی وقت ایک چھوٹی سی لڑکی دو روٹیاں لئے نکلی اور دونوں کے منہ میں دے کر چلی گئی اس ایک روٹی سے بھوک تو کیا مٹتی مگر دونوں کے دل کو کھانا تو کیا معلوم ہوا یہاں بھی کوئی صاحبِ دل ہے۔ لڑکی گیا کی تھی۔ اس کی ماں مر چکی تھی۔ سوتیلی ماں اسے مارتی رہتی تھی۔ اس لیے ان بیلوں سے اسے ہمدردی ہو گئی۔
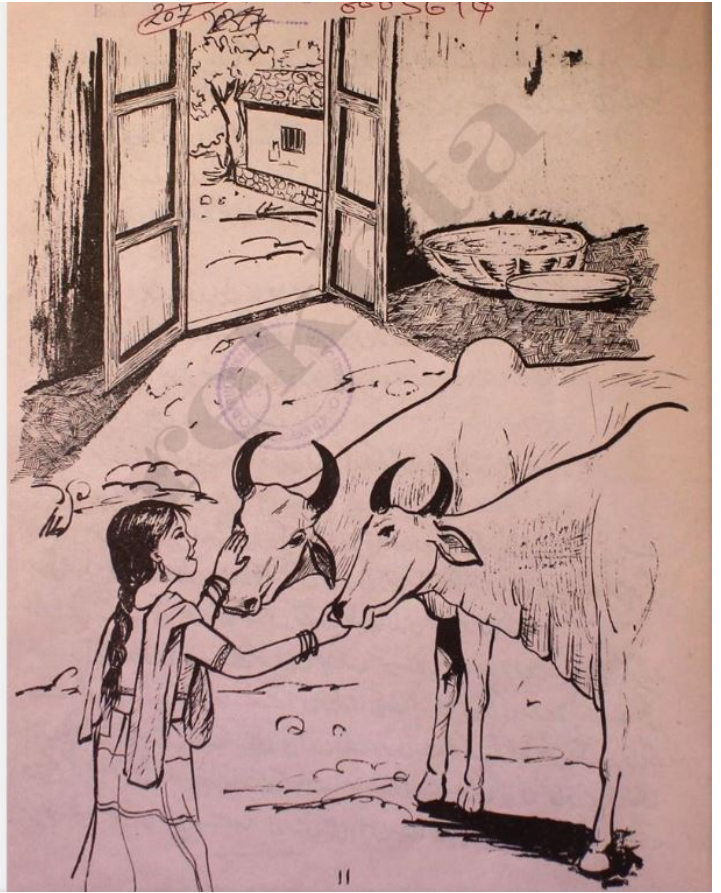
دونوں دن بھر جوتے جاتے اڑتے ڈنڈے کھاتے شام کو تھان پر باندھ دیئے جاتے اور رات کو وہی لڑکی انھیں ایک ایک روٹی دے جاتی۔ محبت کے اس کھانے کی یہ برکت تھی کہ دو چار لقمے خشک بھوسے کے کھا کر بھی دونوں کمزور نہ ہوتے تھے مگر دونوں کی نس نس میں سرکشی بھری تھی۔

ایک دن چپ کی زبان میں موتی نے کہا "اب تو نہیں سہا جاتا ہیرا"۔

ہیرا "کیا کرنا چاہتے ہو؟"

موتی "گیا کو سینگ پر اٹھا کر پھینک دوں"۔

ہیرا: "مگر وہ لڑکی اسی کی بیٹی ہے اسے مار گراؤ گے تو وہ یتیم ہو جائے گی"۔

موتی: "تو مالکن کو نہ گرا دوں؟ وہ لڑکی کو ہر روز مارتی ہے"۔

ہیرا: "عورت کو مارو گے بڑے بہادر ہو!"

موتی: "تم تو کسی طرح نکلنے ہی نہیں دیتے تو آؤ آج رسّی تڑا کر بھاگ نکلیں۔

ہیرا: "ہاں یہ ٹھیک ہے لیکن اتنی موٹی رسی ٹوٹے گی کیونکر!"

موتی: "پہلے رسّی کو چبا لو۔ پھر جھٹکا دے کر تڑا لو"۔

رات کو جب لڑکی روٹیاں دے کر چلی گئی تو وہ دونوں رسّیاں چبانے لگے پر موٹی رسّی منہ میں نہ آتی تھی بیچارے بار بار زور لگا کر رہ جاتے تھے۔ معاً گھر کا دروازہ کھلا اور وہی لڑکی نکلی۔ دونوں سر جھکا کر اس کا ہاتھ چاٹنے لگے۔ لڑکی دونوں کے بیچ میں کھڑی ہو گئی۔ اس نے ان کی پیشانی سہلائی اور بولی۔

"کھول دیتی ہوں بھاگ جاؤ نہیں تو یہ لوگ تمہیں مار ڈالیں گے۔ آج گھر میں مشورہ ہو رہا ہے کہ تمہاری ناک میں ناتھ ڈال دی جائیں۔ اس نے رسے کھول دیئے پر دونوں چپ چاپ کھڑے رہے۔

موتی نے اپنی زبان میں پوچھا "اب چلتے کیوں نہیں"۔

ہیرا نے جواب دیا سب اس غریب پر آفت آ جائے گی۔ سب اسی پر شبہ کریں گے"۔

یکایک لڑکی چلائی "او دادا او دادا۔ پھوپھا والے دونوں بیل بھاگے جا رہے ہیں۔ دوڑو بیل بھاگے جا رہے ہیں"۔

گیا گھبرا کر باہر نکلا اور بیلوں کو پکڑنے چلا۔ بیل بھاگے۔ گیا نے پیچھا کیا وہ اور بھی تیز ہو گئے۔ گیا نے شور مچایا۔ پھر گاؤں کے کچھ اور آدمیوں کو ساتھ لینے کے لیے دوڑے دونوں بیلوں کو بھاگنے کا موقع مل گیا سیدھے دوڑے چلے گئے۔ یہاں تک کہ رستہ کا خیال نہ رہا۔ جس راہ سے یہاں آئے تھے۔ اس کا پتہ نہ تھا نئے نئے گاؤں ملنے لگے تب دونوں ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟

ہیرا نے اپنی زبان میں کہا "معلوم ہوتا ہے راستہ بھول گئے"۔

موتی: "تم بھی تو بے تحاشہ بھاگے" "وہیں اسے مار گراتے"۔

ہیرا "اسے مار گراتے تو دنیا کیا کہتی؟ وہ اپنا دھرم چھوڑ دے لیکن ہم اپنا دھرم کیونکر چھوڑ دیں"۔

دونوں بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ کھیت میں مٹر کھڑی تھی۔ چرنے لگے رہ رہ کر آہٹ لے رہے تھے کہ کوئی آتو نہیں رہا۔ جب پیٹ بھر گیا اور دونوں کو آزادی کا احساس ہوا تو اچھلنے کودنے لگے پہلے ڈکار لی پھر سینگ ملاتے اور ایک دوسرے کو ڈھکیلنے لگے۔ موتی نے ہیرا کو کئی قدم پیچھے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ایک کھائی میں گر پڑا۔ تب اسے بھی غصہ آ گیا۔ سنبھل کر اٹھا اور پھر موتی سے لڑنے لگا۔ موتی نے دیکھا کھیل میں جھگڑا ہوا چلتا ہے تو ایک طرف کو ہٹ گیا۔

ارے یہ کیا؟ کوئی سانڈ ڈونگتا چلا آ رہا ہے۔ ہاں سانڈ ہی تو ہے وہ سامنے آ پہنچا

دونوں دوست تذبذب میں پڑ گئے۔ سانڈ پورا ہاتھی تھا۔ اس سے لڑنا جان سے ہاتھ دھونا تھا۔ لیکن نہ لڑنے سے بھی جان بچتی نظر نہ آتی تھی ان ہی کی طرف آرہا تھا پورا جسیم تھا۔

موتی: "بُرے پھنسے۔ جان کیسے بچے گی۔ کوئی طریقہ سوچو!"

ہیرا: "غرور سے اندھا ہو رہا ہے۔ منت سماجت نہ سنے گا۔"

موتی: "بھاگ کیوں نہ چلیں۔"

ہیرا: "بھاگنا پست ہمتی ہے۔"

موتی: "تو تم بنو مرد۔ بندہ تو نو دو گیارہ ہوتا ہے۔"

ہیرا: "اور جو دوڑے تو پھر ....؟"

موتی: "کوئی طریقہ بتاؤ لیکن ذرا جلدی سے وہ تو آپہنچا۔"

ہیرا: "طریقہ یہی کہ ہم دونوں ایک ساتھ حملہ کر دیں۔ میں آگے سے ڈھکیلوں تم پیچھے سے ڈھکیلو دیکھتے دیکھتے بھاگ کھڑا ہو گا۔ جونہی مجھ پر حملہ کرے تم پیٹ میں سینگ چبھو دینا جان جوکھم کا کام ہے لیکن دوسرا کوئی طریقہ نہیں۔"

دونوں دوست جان ہتھیلی پر لے کر آگے بڑھے۔ سانڈ کو بھی منظم دشمن سے لڑنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ وہ انفرادی جنگ کا عادی تھا۔ جونہی ہیرا پر جھپٹا۔ موتی نے پیچھے سے ہلّہ بول دیا۔ سانڈ اس کی طرف مڑا ہیرا نے دھکیلنا شروع کر دیا سانڈ چاہتا تھا ایک ایک کر کے دونوں کو گرائے پر یہ بھی استاد تھے۔ اسے یہ موقع ہی نہ دیا تھا ایک مرتبہ سانڈ جھلا کر ہیرا کو ہلاک کرنے چلا تو موتی نے بغل سے آکر اس کے پیٹ میں سینگ چبھو دیئے سانڈ غصے سے پیچھے مڑا تو ہیرا نے دوسرے پہلو پر سینگ رکھ دیئے۔ بیچارہ زخمی ہو کر بھاگا اور دونوں فتحیاب دوستوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ

سانڈ بے دم ہو کر گر پڑا تب دونوں نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

دونوں بیل فتح کے نشہ میں جھومتے چلے جاتے تھے۔ موتی نے اپنے اشاروں کی زبان میں کہا "میرا تو جی چاہتا تھا کہ بچہ جی کو مار ہی ڈالوں"۔

ہیرا "گرے ہوئے دشمن پر سینگ چلانا نامناسب ہے"۔

موتی: "یہ سب فضول ہے اگر اس کا داؤ چلتا تو کبھی نہ چھوڑتا"۔

ہیرا "اب گھر کیسے پہنچیں گے یہ سوچو"۔

موتی: "پہلے کچھ کھالیں تو سوچیں۔ ابھی تو عقل کام نہیں کرتی"۔

یہ کہہ کر موتی مٹر کے کھیت میں گھس گیا۔ ہیرا منع کرتا ہی رہ گیا۔ لیکن اس نے ایک نہ سنی۔ ابھی دو چار ہی منہ مارے کہ دو آدمی لاٹھیاں لئے آ گئے اور دونوں بیلوں کو گھیر لیا ہیرا تو منڈیر پر تھا نکل گیا۔ موتی کھیت میں تھا۔ اس کے سم کیچڑ میں دھنسنے لگے نہ بھاگ سکا پکڑا گیا۔ ہیرا نے دیکھا دوست تکلیف میں ہے لوٹ پڑا۔ پھنس گئے تو اکٹھے پھنسیں گے۔ کھیت والوں نے اسے بھی پکڑ لیا۔

دوسرے دن دونوں دوست کانجی ہاؤس میں بند تھے۔

ان کی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ سارا دن گزر گیا اور کھانے کو ایک تنکا بھی نہ ملا۔ سمجھ ہی میں نہ آتا تھا کہ یہ کیسا مالک ہے۔

وہاں کئی بھینسیں تھیں۔ کئی بکریاں، کئی گھوڑے کئی گدھے مگر چارہ کسی کے سامنے بھی نہ تھا سب زمین پر مردے کی طرح پڑے تھے۔ کئی تو اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ کھڑے بھی نہ ہو سکتے تھے۔ سارے دن دونوں دوست دروازے کی طرف دیکھتے رہے مگر کوئی چارہ لے کر نہ آیا۔ غریبوں نے دیوار کی نمکین مٹی چاٹنی شروع کی مگر اس سے کیا تسکین ہو سکتی تھی۔
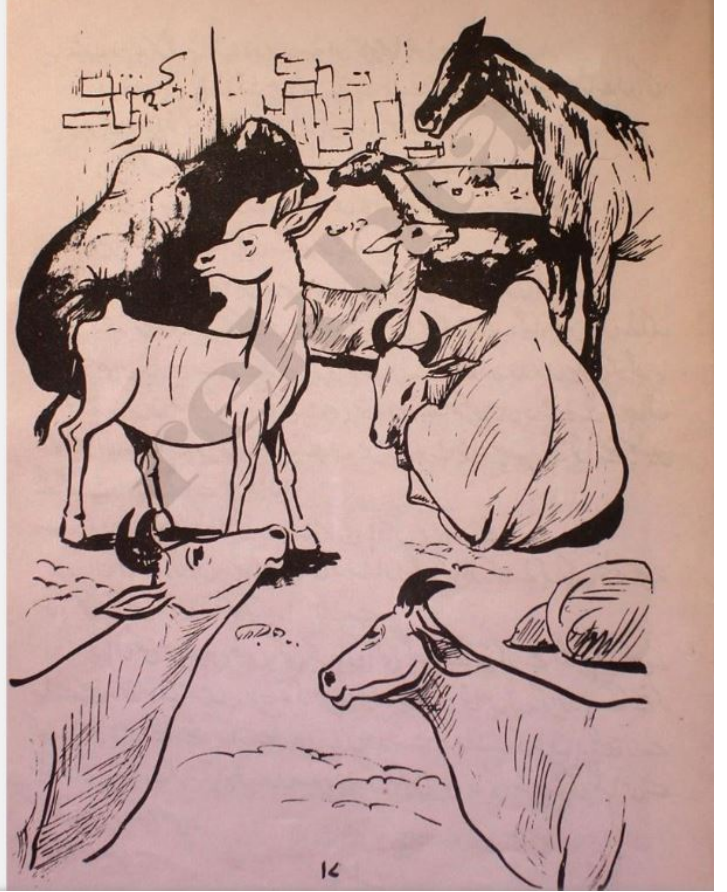
رات کو بھی جب کھانا نہ ملا تو ہیرا کے دل میں سرکشی کے خیالات پیدا ہوئے۔ موتی سے بولا "مجھے تو معلوم ہوتا ہے جان نکل رہی ہے"۔

موتی "اتنی جلدی ہمت نہ ہارو بھائی! یہاں سے بھاگنے کا کوئی طریقہ سوچو؟"

ہیرا "آؤ دیوار توڑ ڈالیں؟"

موتی "مجھ سے تو اب کچھ نہ ہوگا؟"

ہیرا "اسی بُوتے پر اکڑتے تھے؟"

موتی "ساری عقل نکل گئی بھائی!"

باڑے کی دیوار کچی تھی۔ ہیرا نے اپنے نوکیلے سینگ دیوار میں گاڑ دیئے اور زور مارا تو مٹی کا چپڑ نکل آیا۔ اس سے اس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اس نے دوڑ دوڑ کر دیوار سے ٹکریں ماریں۔ ہر ٹکر میں تھوڑی تھوڑی مٹی گرنے لگی۔"

اتنے میں کانجی کا چوکیدار لالٹین لے کر جانوروں کی حاضری لینے آنکلا۔ ہیرا کی یہ وحشت دیکھ کر اس نے اسے کئی ڈنڈے رسید کئے اور موٹی سی رسی سے باندھ دیا۔ موتی نے پڑے پڑے اس کی طرف دیکھا۔ گویا زبان حال سے کہا "آخر مار کھائی۔ کیا ملا؟"

ہیرا "زور تو آزما لیا۔"

موتی: "ایسا زور کس کام کا اور بندھن میں پڑ گئے۔"

ہیرا: "اس سے باز نہ آؤں گا خواہ بندھن پڑتے جائیں۔"

موتی: "جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔"

ہیرا "اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ یوں بھی تو مرنا ہے ذرا سوچو اگر دیوار گر جاتی تو کتنی جانیں بچ جاتیں۔ اتنے بھائی یہاں بند ہیں کسی کے جسم میں جان ہی نہیں ہے۔ دو چار دن اور یہی حال رہا تو سب مر جائیں گے۔

موتی: "ہاں یہ بات ہے تو میں بھی زور لگاتا ہوں۔"

موتی نے بھی دیوار میں ٹکریں ماریں۔ تھوڑی سی مٹی گری اور ہمت بڑھی تو دیوار میں سینگ لگا کر اس طرح زور کرنے لگا جیسے کسی سے لڑ رہا ہو۔ آخر دو گھنٹہ کی قوت آزمائی کے بعد دیوار کا کچھ حصہ گر گیا۔ اس نے دوگنی طاقت سے دوسرا دھکا لگایا تو آدھی دیوار گر پڑی۔

دیوار کا گرنا تھا کہ نیم جاں جانور اٹھ کھڑے ہوئے۔ تینوں گھوڑیاں بھاگ نکلیں بھیڑ بکریاں نکلیں۔ اس کے بعد بھینسیں بھی کِھسک گئیں پر گدھے ابھی تک وہیں کھڑے تھے۔

ہیرا نے پوچھا "تم کیوں نہیں بھاگ جاتے؟"

ایک گدھے نے کہا "کہیں پھر پکڑ لیے جائیں تو.....؟"

ہیرا "پکڑ لئے جاؤ تو اس وقت دیکھا جائے۔ اس وقت تو موقع ہے۔"

گدھا: "ہمیں ڈر لگتا ہے۔ ہم نہ بھاگیں گے۔"

آدھی رات گزر چکی تھی۔ دونوں گدھے کھڑے سوچ رہے تھے بھاگیں یا نہ بھاگیں موتی اپنے دوست کی رسّی کاٹنے میں مصروف تھا۔ جب وہ ہار گیا تو ہیرا نے کہا "تم جاؤ مجھے یہیں رہنے دو۔ شاید کبھی ملاقات ہو جائے۔"

موتی نے آنکھوں میں آنسو لا کر کہا "تم مجھے اتنا خود غرض سمجھتے ہو ہیرا؟ ہم اور تم اتنے دنوں سے ساتھ رہے۔ آج تم مصیبت میں پھنسے تو میں چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔"

ہیرا: "بہت مار پڑے گی۔ سمجھ جائیں گے یہ تمہاری ہی شرارت ہے۔"

موتی: "جس قصور کے لیے تمہارے گلے میں رسّہ پڑا ہے اس کے لیے اگر مجھ پر مار پڑے تو کیا بات ہے اتنا تو ہو گیا کہ دس جانوروں کی جان بچ گئی!"
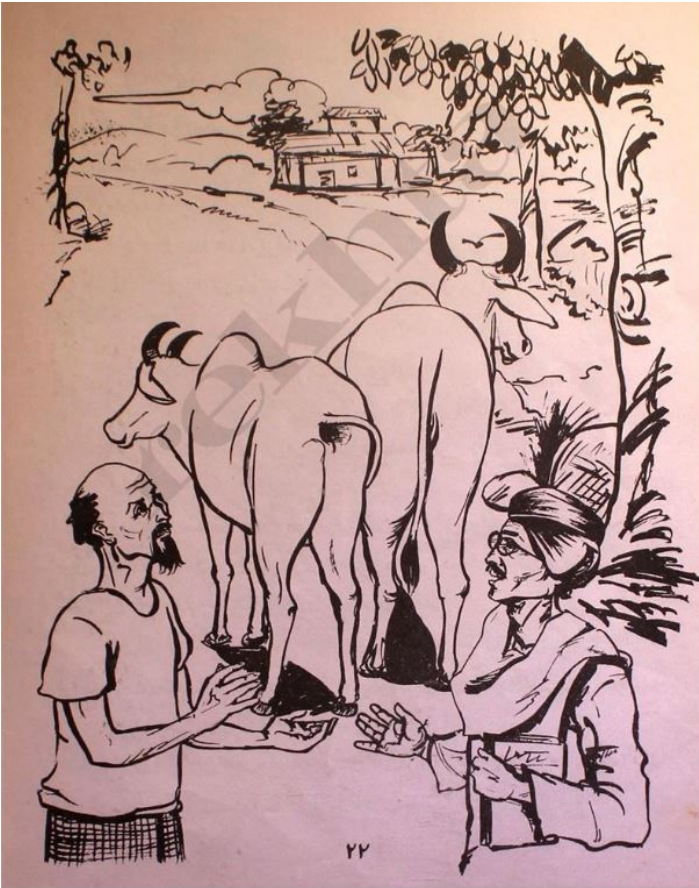
یہ کہہ کر موتی نے دونوں گدھوں کو سینگ مار مار کر باہر نکال دیا اور اپنے دوست کے پاس آکر سو گیا۔

صبح ہوتے ہوتے منشیوں، چوکیداروں اور دوسرے ملازموں میں کھلبلی مچ گئی اس کے بعد موتی کی مرمت ہوتی اور اسے بھی موٹی سی رسی سے باندھ دیا۔

ایک ہفتہ تک دونوں بیل وہاں بندھے پڑے رہے۔ خدا جانے اس کانجی ہاؤس کے آدمی کیسے بے درد تھے کہ کسی نے چارے کا ایک تنکا تک نہ ڈالا۔ ہاں ایک مرتبہ پانی دکھا دیا جاتا تھا۔ ہڈیاں نکل آئیں۔

ایک دن باڑے کے سامنے ڈگڈگی بجنے لگی اور دوپہر ہوتے ہوتے وہاں پچاس ساٹھ آدمی جمع ہو گئے۔ تب دونوں بیل نکالے گئے اور ان کی دیکھ بھال ہونے لگی لوگ آآکر ان کی صورت دیکھتے تھے اور چلے جاتے تھے۔ ایسے نیم جان بیلوں کو کون خریدتا۔

معاً ایک آدمی جس کی آنکھیں سُرخ تھیں اور جس کے چہرے پر سخت دلی کے آثار نمایاں تھے۔ آیا اور منشی جی سے باتیں کرنے لگا۔ اس کی شکل دیکھ کر کسی نامعلوم احساس سے دونوں بیل اٹھے۔ وہ کون ہے اور انھیں کیوں خریدتا ہے۔ اس کے متعلق انھیں کوئی شبہ نہ رہا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔

ہیرا "گیا کے گھر سے ناحق بھاگے۔ اب جان نہ بچے گی"۔

موتی نے جواب دیا۔ بھگوان سب پر مہربانی کرتے ہیں۔ انھیں ہماری حالت پر رحم کیوں نہیں آتا"۔

ہیرا "بھگوان کے لیے ہمارا جینا مرنا دونوں برابر ہے"۔

چلو اچھا ہے کچھ دن اس کے پاس رہیں گے۔
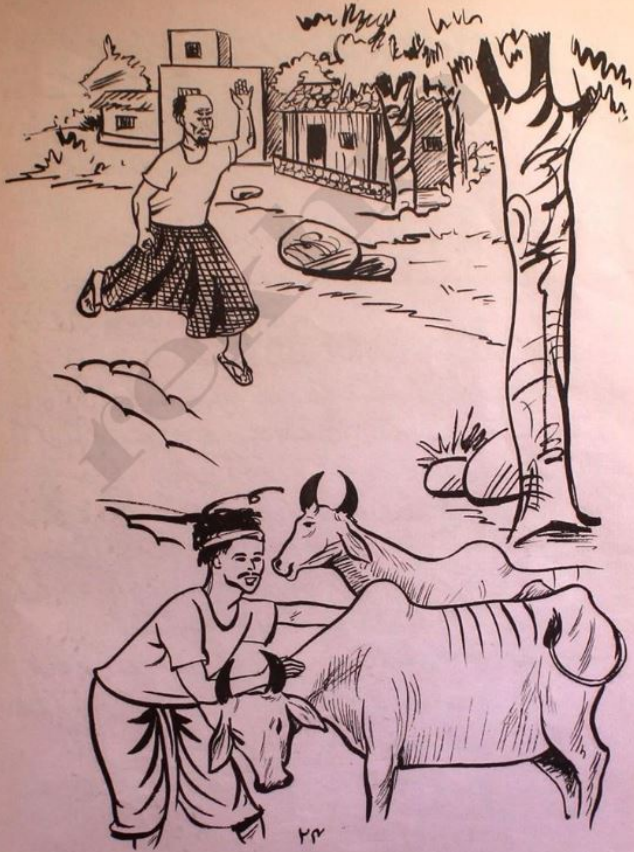
ایک مرتبہ بھگوان نے اس لڑکی کے روپ میں بچایا تھا۔ کیا بھگوان ہمیں اب نہ بچائیں گے۔

موتی: "یہ آدمی چھری چلاتے گا۔ دیکھ لینا۔"

ہیرا: "معمولی بات ہے مگر ان دکھوں سے چھوٹ جائیں گے؟"

نیلام ہو جانے کے بعد دونوں بیل اس آدمی کے ساتھ چلے دونوں کی بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی۔ بچارے پاؤں تک نہ اٹھا سکتے تھے مگر ڈر کے مارے چلے جاتے تھے۔ ذرا بھی آہستہ چلتے تو وہ ڈنڈا جما دیتا تھا۔

راہ میں گائے بیلوں کا ایک ریوڑ مرغزار میں چرتا نظر آیا۔ سبھی جانور خوش تھے۔ کوئی اُچھلتا تھا۔ کوئی بیٹھا جُگالی کرتا تھا۔ کیسی پُر مسرت زندگی تھی ان کی۔ لیکن کیسے بے غرض تھے کسی کو ان کی پرواہ نہ تھی۔ کسی کو خیال نہ تھا کہ ان کے دو بھائی موت کے پنجہ میں گرفتار ہیں۔

معًا انھیں ایسا معلوم ہوا کہ یہ راستہ دیکھا ہوا ہے۔ ہاں ادھر ہی سے تو گیا ان کو اپنے گاؤں لے گیا تھا۔ وہی کھیت وہی باغ ہیں۔ وہی گاؤں۔ اب ان کی رفتار تیز ہونے لگی۔ ساری تکان، ساری کمزوری، ساری مایوسی رفع ہوگئی۔ ارے یہ تو اپنا کھیت آگیا۔ یہ اپنا کنواں ہے جہاں ہر روز پانی پیا کرتے تھے۔

موتی: "ہمارا گھر نزدیک آگیا ہے۔"

ہیرا: "بھگوان کی مہربانی ہے۔"

موتی: "میں تو اب گھر کو بھاگتا ہوں۔"

ہیرا: "یہ جانے بھی دے گا اتنا سوچ لو۔"

موتی: "اسے میں مار گراتا ہوں۔ جب تک سنبھلے تب تک ہم گھر پہنچ جائیں گے۔"

ہیرا: "نہیں دوڑ کر تھان تک چلو۔ وہاں سے آگے نہ چلیں گے۔"

دونوں مست ہو کر بچھڑوں کی طرح کلیلیں کرتے ہوئے گھر کی طرف دوڑے اور اپنے تھان پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی بھی پیچھے پیچھے دوڑا آرہا تھا۔ جھوری اپنے دروازے پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ بیلوں کو دیکھتے ہی دوڑا اور انھیں پیار کرنے لگا۔ بیلوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اس آدمی نے بیلوں کی رسیاں پکڑ لیں۔

جھوری نے کہا یہ بیل میرے ہیں۔

تمہارے کیسے ہیں میں نے انھیں نیلام میں لیا ہے۔

جھوری نے کہا میرا خیال ہے چُرا کے چپکے سے لائے ہو چلے جاؤ میرے بیل ہیں۔ میں بیچوں گا تو بکیں گے۔ کسی کو میرے بیل بیچنے کا کیا حق ہے۔

میں نے تو خریدے ہیں۔ وہ بولا۔

خریدے ہوں گے۔ جھوری نے کہا۔

اس پر وہ آدمی زبردستی بیلوں کو لے جانے کے لیے آگے بڑھا۔ اسی وقت موتی نے سینگ چلایا۔ وہ آدمی پیچھے ہٹا۔ موتی نے تعاقب کیا اور اسے کھدیڑتا ہوا گاؤں سے باہر تک لے گیا اور تب اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

وہ آدمی دور کھڑا دھمکیاں دیتا تھا۔ پتھر پھینکتا تھا اور موتی اس کا راستہ روکے ہوا تھا۔ گاؤں کے لوگ یہ تماشا دیکھتے تھے اور ہنستے تھے۔

جب آدمی ہار کر چلا گیا تو موتی اکڑتا ہوا لوٹ آیا۔

ہیرا: "میں ڈر رہا تھا کہیں تم اسے مار نہ بیٹھو۔"
موتی: "نزدیک آتا تو ضرور مارتا۔"
ہیرا: "اب نہ آئے گا۔"
موتی: "تو دور ہی سے خبر لوں گا۔ دیکھوں کیسے لے جاتا ہے۔"
ذرا دیر بعد ناندیں کھلی، بھوسہ، چوکر، دانہ سب کچھ بھر دیا گیا دونوں بیل کھانے لگے۔ جھوری کھڑا ان کی طرف دیکھتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔
بیسیوں لڑکے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ سارا گاؤں مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔
اسی وقت مالکن نے آکر اپنے دونوں بیلوں کے ماتھے چوم لئے۔

ہیرا: "میں ڈر رہا تھا کہیں تم اسے مار نہ بیٹھو۔"

موتی: "نزدیک آتا تو ضرور مارتا۔"

ہیرا: "اب نہ آئے گا۔"

موتی: "تو دور ہی سے خبر لوں گا۔ دیکھوں کیسے لے جاتا ہے۔"

ذرا دیر بعد ناندیں کھلی، بھوسہ، چوکر، دانہ سب کچھ بھر دیا گیا دونوں بیل کھانے لگے۔ جھوری کھڑا ان کی طرف دیکھتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔

بیسیوں لڑکے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ سارا گاؤں مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اسی وقت مالکن نے آکر اپنے دونوں بیلوں کے ماتھے چوم لئے۔